عرب میں بُت پرستی کی ابتداء کا تاریخی جائزہ

منیر احمد*

ضیاء الرحمٰن**

The article focuses on the state of idol worship in Arabia before the advent of Islam. It highlights different idols which have been associated with different works and deeds by the idol worshippers. The historical sketch of the Arab society presents a peculiar picture of worship in general and idol worship in particular. The origin, nature and essence of idol worship in the peninsula of Arabia been described in a way to understand the dynamics of Arab society on the one hand and idol worship on the other hand. Certain prominent idols such as Munaat, Huble, Asaaf, Naila etc., have been elaborately mentioned in the article.

انسان نے جب سے زمین پر قدم رکھا ہے، تب سے اسے معبود حقیقی کی پہچان کروانے کے لیے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہوا ہے۔انسانوں کے لیے پیغام ربانی نازل ہوا۔ **الٰھکم الٰہ واحد**[۱] (تمھارا معبود ایک ھی معبود ھے)۔ **یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم...**[۲] (اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم سے پہلے پیدا کیا)۔

ان احکام ربانی کے پہنچ جانے کے باوجود انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کی بجائے کئی الہ بنا لیے۔ من دون اللہ کے تحت اصنام پرستی[۳] کواکب پرستی[۴]، جنوں کی پرستش[۵]، ملائکہ کی پرستش[۶]، اوثان پرستی[۷] اور کہیں خواہش پرستی[۸] کا رواج عام ہوا۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

** لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

مختلف قوموں نے اپنے اپنے علاقوں میں مختلف ارباب بنائے اور ان کی پرستش اللہ تعالیٰ کی زمین پر شروع ہوئی۔ قرآن کریم سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قوم نوح نے اپنے پانچ بزرگوں ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر کے مجسمے بنائے اور ان کی عبادت شروع کی۔[9] طوفان نوح میں ان مشرکین کے ہلاک ہونے کے باوجود عربوں میں ان بتوں کی عبادت جاری رہی۔[10]

یوں تو دنیا میں ہر جگہ بُت پرستی اور عبادت من دون اللہ کسی نہ کسی رنگ میں موجود رہی ہے مگر اس مقالے میں عربوں میں بُت پرستی کے آغاز اور رواج کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مکہ معظمہ میں آبادی کا آغاز حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی آمد و قیام سے ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کر کے توحید خالص کے مرکز کا آغاز کیا اور لوگوں کو حج بیت اللہ کی دعوت دی۔[11] بنو اسماعیل کئی نسلوں تک توحید کی دعوت دیتے رہے، عبادت کرتے رہے۔ پھر ایک بدبخت عمرو بن لحی بن حارثہ نے (۳۰۰ء) میں مکہ میں بُت پرستی کا آغاز کیا۔[12] اور آہستہ آہستہ مرکز توحید بیت اللہ کو بُت کدہ بنا دیا۔ یاقوت حموی نے تحریر کیا ہے کہ عرب میں عام بُت پرستی کی وجہ یہ ہوئی کہ قبائل عرب حج کے لیے آتے، واپس جاتے ہوئے حرم کے پتھروں کو اٹھا لیتے تھے اور ان کو اصنام کعبہ کی صورت میں گھڑ کر ان کی پرستش کرتے تھے۔[13]

بتوں کے متعلق ان کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ ہر قسم کی حاجت روائی کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مختلف کاموں کی انجام دہی مختلف بتوں کے سپرد کر رکھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل بت پرستی کا رواج عام تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ لات، ود اور یغوث گزشتہ اقوام کے بڑے اشخاص تھے۔ جن کی یادگار کے طور پر ان کے بت تراشے گئے اور مُرورِ زمانہ کے ساتھ ان کی پرستش کی جانے لگی۔ عرب میں ہر قبیلہ کا الگ الگ بت تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔[14]

عرب میں بے شمار بُت کدے تھے جن میں ۱-غمدان ۲-رمام یا ریام ۳-ذو الخلصۃ ۴-قلیس ۵-رضاء ۶ کعبہ وغیرہ۔[15]

بت پرستی کے عقیدہ میں یہ رسم بھی داخل ہو گئی تھی کہ بتوں کے نام پر جانوروں اور انسانوں کی قربانیاں دی جاتی تھیں[16] عرب بتوں کا حج اور ان کے پاس حلفیہ معاہدے بھی کرتے تھے۔[17]

خطہ عرب میں مٹی، پتھر، چاندی، پیتل، سونا اور لکڑی وغیرہ کی مورتیاں بنائی جاتی تھیں۔ ان کی پوجا پاٹ ہوتی تھی۔ قرآن مجید میں ان بتوں کے لیے کئی طرح کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اصنام، اوثان، انصاب، تماثیل، جبت اور طاغوت۔ ان کی وضاحت اور فرق لغت کی کتابوں میں اس طرح کیا گیا ہے۔

صنم:

اس کی جمع اصنام ہے۔ چاندی، پیتل یا لکڑی کے خود تراشیدہ بت اور مورتیاں وغیرہ جو قابل انتقال ہوں، ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی ہو، ان کو صنم کہا جاتا ہے۔[۱۸] قرآن کریم میں یہ لفظ کئی مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر یہی کاروبار کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے دعا کرتے ہیں۔

واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام[۱۹] (اور 'اے پروردگار' مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائے رکھنا)۔

اوثان:

اس کا واحد وثن ہے۔ اس کے متعلق کیلانی صاحب لکھتے ہیں:

> اپنی جگہ ثابت و قائم رہنے والے بت۔ یہ بت تراشیدہ اور نصب کردہ نہیں ہوتے بلکہ بعض مخصوص مقامات، پتھروں، درختوں، ستاروں یا دریاؤں وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا عقیدہ رکھ کر ان کی عبادت شروع کر دی جاتی ہے۔[۲۰] علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ لکڑی، پتھر، تانبے، پیتل یا چاندی وغیرہ کی مورتی بت یا مجسمہ وثن کہلاتا ہے۔[۲۱] ارشاد باری تعالیٰ ہے:**فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور**[۲۲] (پس بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو)۔

لسان العرب میں صنم اور وثن کا فرق کرتے ہوئے لکھا ہے: **قیل الفرق بین الوثن والصنم. ان الوثن ما کان له جثه خشب او حجر او فضه ینحث ویعبد والصنم الصورة بلاجثة**[۲۳] (یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ وثن اور صنم کے درمیان یہ فرق ہے کہ وثن کا وجود ہوتا ہے وہ لکڑی، پتھر یا چاندی سے تراشا جاتا ہے اور پوجا جاتا ہے جبکہ صنم ایسی شکل جس کا وجود نہ ہو)۔

انصاب:

اس کی واحد نُصب ہے۔ نسب الشیء کسی کو سیدھے رخ کھڑا کر دینا اور زمین میں گاڑ دینا اور

نصب پتھر یا لوہے وغیرہ کے مجسمے کو بھی کہتے ہیں جو کسی جگہ بغرض عبادت نصب کر دیا گیا ہو۔ ایسے مقامات جہاں مجسمے نصب ہوں انہیں تھان کہتے ہیں۔[۲۴]

قرآن مجید میں ہے: **وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام**[۲۵] (اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ پانسوں کے تیروں سے قسمت معلوم کر لو)۔

تماثیل:

اس کی واحد التمثل ہے۔ پتھر کا تراشا ہوایا تانبے، پیتل وغیرہ کا ڈھالا ہوا مجسمہ جو کسی انسان یا حیوان وغیرہ کی عکاسی کرتا ہو۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ التمثال، الصورۃ یعنی تصویر۔ اس کی جمع تماثیل ہے۔[۲۶] قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ التمائیل التی انتم لھا عاکفون**[۲۷] (جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم بیٹھے ہو)۔

جبت:

بمعنی بت، اللہ کے سوا معبود، کاہن، جادوگر، جادو، فال گری یا ہر وہ چیز جس میں خیر نہ ہو۔[۲۸]

یہ لفظ در اصل اوہام و خرافات کے لیے جامع لفظ ہے۔ جس میں جادو، ٹوٹکے، جنتر منتر، سیاروں کی تاثیرات، گنڈے، نقش اور تعویز وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔[۲۹]

فرمان باری تعالیٰ ہے: **الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت**[۳۰] (کیا آپ نے نہ دیکھا کہ جو لوگ کتاب کا کچھ حصہ دیئے گئے وہ بتوں اور شیطانوں پر ایمان لاتے ہیں)۔

طاغوت:

طاغوت سے مراد وہ تمام باطل اور سرکش نظام یاقوت ہے جو اللہ کے مقابلہ میں اس کے احکام کی اطاعت پر مائل یا مجبور ہوں۔[۳۱] ارشاد ربانی ہے: **فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ**[۳۲] (پس جو کوئی طاغوت کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے)۔ ایک اور مقام پر ہے: **یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت**[۳۳] (وہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ طاغوت کی طرف لے جائیں)۔

مختصر الفاظ میں اسے یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ اصنام تراشید اور قابل انتقال خرید و فروخت بُت۔

نصب: کسی جگہ گاڑے ہوئے مجسمے۔

وثن: مخصوص مقامات اور شجر وحجر وغیرہ جن میں خدائی صفات تسلیم کی جائیں اور ان کی عبادت کی جائے۔

تماثیل: تصاویر۔

جبت: اوہام وخرافات مثلاً ٹونا ٹوٹکہ، جادو گنڈا یا ستاروں کے اثرات اور ان کی فرمانروائی ماننا۔

طاغوت: اللہ کے سوا ہر وہ باطل اور سرکش طاقت، نظام یا اقتدار جسے خدائی احکام کے علی الرغم تسلیم کر لیا جائے۔

دورِ جاہلیت اور خاص کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد میں جن بتوں اور مورتیوں کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی ان کا تعارف۔عرب کی سرزمین میں سب سے پہلا بُت ہبل جو کہ عمرو بن لحی ملک شام کے شہر بلقاء کے مقام ماب سے لے کر آیا تھا اور یہ حضورﷺ کی بعثت سے تقریباً ساڑھے تین سو سال پہلے کی بات ہے۔۳۴

ہبل:

امام ابن کثیرؒ سیرت النبی میں رقمطراز ہیں کہ: یہ قریش کا بُت تھا جو کعبہ کے پاس بئر زمزم کے اوپر نصب تھا۔۳۵ سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کا یہ قول مروی ہے کہ کعبے کے اندر ایک کنویں پر قریش نے ایک بت بنا رکھا تھا جو ہبل کہلاتا تھا۔۳۶

ہبل در اصل شام کے علاقے کا بُت تھا۔ اس کو سب سے پہلے عمرو بن لحی مکہ میں لیکر آیا اس کی شکل انسان جیسی تھی اور یہ سرخ عقیق کا بنا ہوا تھا۔ مگر جب ملک عرب میں آیا تو اس وقت اس کا بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ قریشیوں نے اپنے اس معبود اعظم کا بازو سونے کا بنوا کر اسکو لگایا اور متعدد سیرت نگاروں کے بقول اس کو کعبہ کے قریب نصب کر دیا اور اس کے قریب تیروں کا ایک تھیلا رکھ دیا جس میں سات تیر تھے اور لوگ اس سے فال نکالتے نیز قریش جنگوں میں اس کے نام کا نعرہ لگاتے جس طرح جنگ احد میں ابو سفیان نے لگایا تھا۔ اور ان کا رب الاعلیٰ بھی یہی ہبل تھا۔۳۷

مناۃ:

عرب کے مشہور بتوں میں سے ایک پرانا بُت مناۃ تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

افرءیتم اللّٰت والعزّٰی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ۳۸

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کے حوالے سے مرقوم ہے کہ ''اوس اور خزرج اور یثرب والوں میں سے ان کے ہم مذہب لوگوں کی ایک مورتی مناۃ تھی۔[۳۹]

امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ''مناۃ بت ساحل سمندر پر مشلّل کی سمت قدید میں نصب تھا۔ اوس اور خزرج وغیرہ مدینہ کے لوگ اس کی پرستش کرتے تھے۔ اسے ابو سفیانؓ یا علیؓ نے تہس نہس کر دیا تھا۔[۴۰]

مختصر سیرۃ الرسول میں مرقوم ہے کہ "**وأما مناۃفکانت لاھل المدینه یھلون لھا شرکا باللہ، وکانت حذو قدیدالجبل الذی بین مکة والمدینة من ناحیة الساحل**"[۴۱] (مناۃ اہل مدینہ کا خاص بت تھا یہاں کے مشرک خانہ کعبہ کی طرح باقاعدہ احرام باندھ کر اس پر حاضر ہوتے تھے۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع پہاڑ قدید کے سامنے ساحل سمندر کی جانب مرکوز تھا)۔

لات:

سر زمین عرب میں لات نامی دیوی پائی جاتی تھی۔ جس کے متعلق سیرت ابن ہشام میں ہے کہ مقام طائف میں قبیلہ ثقیف کی ایک مورتی لات تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ثقیف میں سے معتب تھے۔[۴۲]

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں نقل کرتے ہیں کہ:''لات طائف میں تھا اور یہی قول صحیح ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مقام نخلہ میں اور ایک قول کے مطابق عکاظ میں تھا۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ لات لت یلت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ ایک شخص طائف کے آس پاس رہتا تھا اسکی بکریاں تھیں۔ آنے جانے والوں کو ان کے دودھ کا حریرہ بنا کر کھلاتا تھا اور ستو گھول کر پلاتا تھا۔ اس وجہ سے اسے لات کہا جاتا تھا۔ اس کا نام عامر بن ظرب بیان کیا جاتا ہے۔

یہ اہل عرب کے درمیان فیصلے کیا کرتا تھا۔ جس شخص کو حریرہ پلا دیتا تھا وہ موٹا ہو جاتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو عمرو بن لحی نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرا نہیں ہے بلکہ پتھر کے اندر داخل ہو گیا ہے ۔ لہٰذا لوگ اس کی عبادت کرنے لگے اور اس کے اوپر ایک گھر بنا لیا۔[۴۳]

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ "**کان اللات رجلا یلت سویق الحاج**" یعنی لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا۔[۴۴]

عزّیٰ:

عرب کے معبودوں میں سے ایک عزّیٰ نامی دیوی بھی تھی۔ جس کے متعلق ابن ہشام رقمطراز ہیں کہ ''قریش اور بنی کنانہ کے لیے مقام نخلہ میں ایک مورتی عزیٰ تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ہاشم کے حلیف بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔[۴۵] خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے بعد اس کو مسمار کر دیا تھا۔[۴۶] ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عزّی پر ایک شیطان جنیہ کا تسلط تھا۔ اس نے بطن نخلہ میں کیکر کے درختوں پر بسیرا کیا ہوا تھا۔ فتح مکہ کے بعد آنحضرتﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو بھیجا اور فرمایا بطن نخلہ میں تمہیں ایک قطار میں کیکر کے تین درخت ملیں گے ان میں سے پہلے درخت کو کاٹ دینا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب وہاں پہنچے تو وہاں ایک حبشی عورت دیکھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ دونوں ہاتھ کندھوں پر رکھے تھے اور غصے سے دانت پیس رہی تھی اور بت خانے کا مجاور اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا **کفرانک لا سبحانک انّی رأیت اللہ قد اھانک** (اب تیری پوجا پاٹ کا زمانہ گیا اور بے عزتی کا زمانہ آ گیا میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا ہے)۔

پھر ایک ہی ضرب سے اس کا سر پھاڑ دیا۔ جس سے وہ کوئلہ کی طرح بھسم ہو گئی پھر درخت کاٹ کر مجاور کو بھی قتل کر دیا اور آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ آپﷺ نے فرمایا پہلی حبشی عورت کی شکل میں عزّی دیوی تھی اور آج کے بعد عربوں کے لیے کوئی عزّی نہیں۔[۴۷]

بغدادی نے اپنی کتاب بلوغ الارب میں بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے۔[۴۸]

تفسیر طبری میں اس کے متعلق تین طرح کی روایات ہیں:

۱۔ یہ سفید پتھر تھا۔

۲۔ یہ طائف میں ایک گھر کا نام تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔

۳۔ یہ چند درختوں کا نام تھا۔[۴۹]

یہی وہ بت تھا جس کو مشرکین بعض جنگوں میں پکارا کرتے تھے جیسا کہ ابو سفیان نے ایک جنگ میں کہا تھا **''لنا العزّی ولا عزّی لکم''**۔[۵۰]

قرآن مجید میں قوم نوح کے بتوں کے علاوہ جو خاص مشرکین عرب کے بت تھے۔ ان میں

سے تین مناۃ، لات اور عزّیٰ کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"افرأیتم اللّٰت والعزّیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ۔۵۱

اساف، نائلہ:

مکہ جیسے مقدس شہر میں پائے جانے والے دومشہور بت اساف اور نائلہ کے نام سے معروف ہیں جن کے متعلق ابن ہشام رقمطراز ہیں کہ اساف، و نائلہ دو بت مقام زمزم پر بنا رکھتے تھے۔ ان کے پاس وہ لوگ قربانیاں کرتے تھے۔ اساف قبیلہ جرہم کے بغی نامی آدمی کا بیٹا تھا جبکہ اسی قبیلہ کی ویک نامی عورت کی بیٹی کا نام نائلہ تھا۔ انہوں نے کعبہ میں حرام کاری کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پتھروں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔۵۲

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بدکاری کی مہلت ہی نہیں دی اور قبل ازیں مسخ کر دیا اور ان کو بطور عبرت صفا اور مروہ کے پاس نصب کر دیا پھر عمرو بن لحی نے ان کو منتقل کر کے زمزم کے پاس نصب کر دیا اور لوگ ان کا طواف کرنے لگے۔ واقدی کے حوالہ سے یہ بات مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جب نائلہ بت توڑا گیا تو اس سے ایک سیاہ فام سفید بالوں والا بھوت نکلا جو اپنے چہرے کو نوچ رہا تھا اور واویلا کر رہا تھا۔۵۳

ذو الخلصہ:

امام ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ عرب کے مشہور قبائل دوس، خثعم اور بجیلہ کا ذو الخلصہ نامی بت تھا۔ وہ لوگ اسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے اور بیت اللہ کو کعبہ شامیہ کہتے تھے۔ جریر بن عبداللہ بجلی نے اس تھان کو برباد اور مسمار کر دیا۔۵۴

محمد بن عبدالوہاب رقمطراز ہیں ''ذو الخلصہ نامی بت سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج جیسی کوئی چیز نقش تھی اور اس پر ایک خوبصورت عمارت بنی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت نے جریر بن عبداللہ سے فرمایا: کیا مجھے ذو الخلصہ سے نجات نہیں دلاؤ گے؟ چنانچہ وہ اس کی بیخ کنی کے لیے رحمس قبیلہ کے نوجوان لے گئے۔۵۵

اسی بت کی طرف حدیث میں بھی اشارہ ہے کہ ''لا تقوم الساعۃ حتی تضرب الیات نساء دوس وخثعم حول ذی الخلصۃ''۵۶ یعنی جب تک دوس اور خثعم قبیلہ کی عورتوں کے سرین ذو

الخلصہ کا طواف کرتے ہوئے حرکت نہیں کریں گے قیامت قائم نہ ہوگی۔

ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر:

قرآن مجید میں قوم نوحؑ کے بتوں کا ذکر ہے کہ ان کی قوم کے پانچ معبود تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لا تذرن ودّا ولا سواعاً ولا یغوث ویعوق ونسرا۔۵۷**

مشرکین عرب نے بھی ان پانچ بتوں کی پرستش کی تھی۔ بلوغ الارب میں بغدادی نے لکھا ہے ''عرب کے دیگر مشہور بتوں میں ایک کا نام سواع تھا جو ینبع کی سرزمین میں تھا اور بنولحیان اس کے خدام تھے۔ بنی کلب نے مدینہ منورہ کے ایک ضلع دومۃ الجندل کے مقام پر ود نام کا ایک بت نصب کر رکھا تھا۔ یمن کے علاقے مذحج اور اہل جرش نے یغوث کا صنعاء کے قریب یمن کے علاقے میں اہل خیوان نے یعوق کو حمیر نے نسر کو اپنا خدا بنا رکھا تھا۔ یہ وہی بت ہیں جن کی پوجا نوحؑ کی قوم کے مشرکین کیا کرتے تھے۔۵۸

امام ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ ''سواع بت کے پرستار ہذیل بن الیاس تھے اور یہ رباط میں نصب تھا۔ ود دومۃ الجندل میں نصب تھا۔ یہ بنی کلب بن مرہ کا معبود تھا۔ یغوث بت جرش میں نصب تھا۔ طی قبیلہ کے بنی انعم اور مذحج قبیلہ کے اہل جرش اس کی پرستش کرتے تھے۔ یعوق یمن کے علاقہ ہمدان میں منصوب تھا اور بنی خیوان کا معبود تھا۔ نسر حمیر کے علاقہ میں نصب تھا اور ذو الکلاع قبیلہ اس کی پوجا کرتا تھا۔۵۹

زمخشری اور ابو حیان اندلسی نقل کرتے ہیں کہ : ود کی شکل آدمی جیسی تھی۔ سواع کی صورت عورت جیسی تھی۔ یغوث شیر کی بناوٹ پر تھا۔ یعوق گھوڑے کے روپ میں تھا اور نسر گدھ کی شکل میں تھا۔۶۰

صحیح بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ''یہ در اصل نوحؑ کی قوم میں سے چند نیک لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی تصویریں بنائی گئیں اور بعد والوں نے ان کے مجسمے بنا کر پوجنا شروع کر دیا۔۶۱

امام بغوی نے بیان کیا ہے کہ ان بتوں کو طوفان نے دفن کر دیا اور مٹی نے ختم کر دیا تھا پھر شیطان نے مشرکین مکہ کے لیے یہ بت نکالے مزید بھی مشرکین مکہ کے بت تھے۔۶۲

عم انس:

بنی خولان کا سر زمین خولان میں ایک بت تھا جسے عم انس کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ اپنے جانور اور کھیتیاں اس بت کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے پھر اگر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی نذر میں سے جو خود انہوں نے اس کے لیے نامزد کر دی ہو عم انس کی نذر میں داخل ہو جاتی تو اسے اس طرح چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چیز عم انس کی نذر میں سے اللہ تعالیٰ کے نذرانے میں داخل ہو جاتی تو اسے اس کی نذر میں واپس کر دیتے۔۶۳

مفسرین نے لکھا ہے کہ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

"وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيباً فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركآئنا فما كان لشركائهم فلا يصل الى الله وما كان لله فهو يصل الى شركائهم سآء ما يحكمون"۶۴

سعد:

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کے حوالے سے ہے کہ بنی ملکان بن کنانہ بن مدرک کا ایک بت سعد نامی تھا۔ یہ جنگل میں ایک لمبی چٹان کی شکل کا تھا۔۶۵

امام ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ لوگ نذر و نیاز کے جانور ذبح کر کے اس پر خون کے چھینٹے مار دیتے تھے۔۶۶

فلس:

بنی طی اور بنی طے کے دونوں پہاڑوں کے پاس رہنے والے لوگوں کا بت فلس تھا۔ یہ بت سَلمیٰ اور اَجا دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔۶۷ دوسری جگہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی ابن ابی طالبؓ کو روانہ فرمایا۔ آپ نے اسے ڈھایا تو اس میں دو تلواریں پائیں ان میں سے ایک کو رسوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے تو آپ ﷺ نے علیؓ کو ہی دے دیں۔۶۸

ذو الکفین:

دوس قبیلہ کے بت کا نام ذو الکفین تھا۔ دوسیوں نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے سردار طفیل بن عمرو دوسی نے اسکو جلا دیا۔۶۹

رام:

حمیر اور اہل یمن کا معبد رام تھا۔ جب اسے مسمار کیا گیا تو اس کے اندر سے سیاہ کتا نکلا۔۷۰

ذو الکعبات:

مکہ معظّمہ سے کوفہ کی طرف سات رات کی مسافت پر سنداد کے مقام پر ذو الکعبات نامی معبد تھا جس کی عبادت بکر و تغلب، وائل ایاد کے دونوں بیٹے کیا کرتے تھے۔ ایک بیان کے مطابق سنداد حیرہ اور ایلہ کے درمیان ایک نہر تھی اس پر ایک قصر تھا جس کا عرب حج کیا کرتے تھے۔۷۱

رُضا:

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ: بنی ربیعہ بن کعب کا ایک معبد تھا جس کا نام رُضا تھا۔ زمانہ اسلام میں اسے ڈھایا گیا۔۷۲

ذو الشری:

بنی ازد قبیلہ کی ایک شاخ بنی حرث کے بُت کا نام ذو الشری تھا۔۷۳

الا قیصر:

قضاعہ لخم، جذام، غطفان کے قبائل جو شام کی سرحد کے قریب آباد تھے ان کے بُت کا نام الا قیصر تھا۔۷۴

یعبوب:

بنی طی قبیلہ کی ایک شاخ جدیمہ کے بت کا نام یعبوب تھا۔۷۵

بہم:

مزینہ قبیلہ کا ایک علیحدہ بُت تھا جسے بہم کہتے تھے اور اسی کے نام پر وہ اپنے بچوں کے نام عبد بہم رکھتے تھے۔۷۶

جلسد:

حضرموت کے علاقے میں تھا۔ بنو کندہ اس کی پوجا کرتے تھے۔۷۷

سعیر:

عنزہ قبیلہ کا بُت تھا جس کو سعیر کہا جاتا تھا۔۷۸

ضیزنان:

یہ دو بت تھے جنہیں جذیمہ ابرش نے حیرہ کے علاقے میں نصب کیا تھا۔۷۹

غائم:

یہ قبیلہ ازد سراۃ کا بُت تھا۔۸۰

مدان:

یاقوت حموی نے لکھا کہ یمن کا قبیلہ عبدالمدان بت مدان کی پرستش کرتا تھا اور اسی نسبت سے عبدالمدان (مدان کا بندہ) کہلاتا تھا۔۸۱

کعیت:

اہل صنعاء عیسائیت قبول کرنے سے پہلے کعیت کی عبادت کرتے تھے جو لکڑی کا بنا ہوا تھا اور ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔۸۲

جہار:

بنو ہوازن کا معبود جہار بُت تھا۔۸۳

محرق:

بنو بکر بن وائل قبیلہ کے ایک بُت کا نام محرق بھی تھا۔۸۴

بعل:

بعل بُت جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے اس کی پوجا شام میں ہوتی تھی۔۸۵

مذکورہ بتوں کے علاوہ کئی نام اہل لغت نے بیان کیے ہیں۔ مثلاً جریش، مشارق، عوت وغیرہ نیز ان بتوں کے علاوہ خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، عیسٰی علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی تصویروں کی پوجا بھی ہوتی تھی۔۸۶

کتب سیرت میں جس قدر اصنام عرب کے نام مل سکے ان کا سطور بالا میں ذکر کر دیا گیا

ہے۔ جبکہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جب حضورﷺ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے تو وہاں بتوں کی تعدا د تین سو ساٹھ تھی۔ کتب سیرت و تاریخ میں اتنے بتوں کے نام نہیں ملتے۔ بیت اللہ کا حجم بھی اتنا نہیں تھا جس میں اتنے بت سما سکتے۔ اس اعتراض کا جواب مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب *تاریخ ارض القرآن* میں دیا ہے وہ رقمطراز ہیں کہ:

> خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے۔ یہ سب پتھر کی مورتیں نہ تھیں۔ بلکہ ان میں خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی۔ دیواروں پر بزرگوں اور دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا۔ اس لیے ہر فرقہ کے معبود اور بزرگان دین کا اس گھر مجمع تھا۔ چنانچہ بتوں کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی تصویریں تھیں۔۸۷ اس لیے کہ کعبہ یہودیوں ، اسماعیلی عربوں اور عیسائیوں کے لیے بھی مرجع القلوب بننے کا دعویٰ سمجھا جاتا تھا۔ بعض ارباب فکر نے کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کی تشریح یہ کی ہے کہ سال کے ہر دن کے لیے ایک نیا بُت تھا۔ سال کے ۳۶۰ دنوں کے لیے ۳۶۰ بت تھے۔ مولانا ندوی نے دونوں آرا کا ذکر کرنے کے بعد دوسری رائے کی تردید کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ تمام اصنام ایک قوم یا قبیلہ کے معبود نہ تھے بلکہ جدا جدا قوموں اور قبیلوں کے تھے اور ایک کعبہ میں اس لیے جمع کر دیئے گئے تھے کہ تمام عرب کی مرجعیت اس کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی تھی۔۸۸

بت پرستی اور شرک کے اسباب

تاریخ انسانی پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح یا غلط راہ اپنانے کی آزادی کو لوگوں نے غلط سمجھا اور ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہو کر خدائی کا انکار کیا بلکہ خدائی دعویٰ کر بیٹھے۔ کچھ لوگوں نے اپنے اختیار کی اس حد تک نفی کر دی کہ ہر مخلوق کو خود سے برتر جان کر ان کو معبود بنا لیا۔ الغرض ہر اس چیز کو خدا بنا لیا جو نقصان یا نفع پہنچا سکتا تھا۔ کچھ اقوام ایسی تھیں جنہوں نے صرف اسلاف کو خدائی اختیارات کا حامل سمجھا۔ اسلاف پرستی دو صورتوں میں ہوتی ہے: ا۔ بت پرستی ۲ ۔ قبر پرستی۔

قوم نوح اور اہلِ عرب خصوصاً کفار مکہ نے اسلاف پرستی میں بت بنا کر پرستش شروع کی تھی۔ قبر پرست بھی ہر قبر کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اسلاف میں برگزیدہ سمجھے جانے والے بزرگوں کی قبروں کی پوجا کی جاتی ہے۔ بعض لوگ اپنے نفس یا وجود کے اندر بزدلی یا کمزوری محسوس کرتے ہیں

یعنی اپنے جذبات یا خواہشات سے مغلوب ہو جاتے ہیں وہ شرک اصغر کا ارتکاب کرتے ہیں یعنی ریاء اور شہرت کے لیے اعمال کرتے ہیں۔ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے شرک اصغر قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے[۸۹] الغرض شرک کی بنیادی وجہ انسان کی کمزوری، بزدلی، ذلت اور پستی ہے۔

بت پرستی کی ترویج کا ایک سبب اعاظم پرستی تھا۔ جن اشخاص نے اپنے ملک اور قبیلے کے لیے بڑے بڑے کام سر انجام دیئے۔ ان کے پیروکاروں نے ان کے مجسمے تراش کر ان کی عبادت شروع کر دی۔

اہل مکہ کے شرک کی ایک وجہ ان کا یہ نظریہ بھی تھا کہ بتوں کی پوجا سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

والّذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی[۹۰]

اور جو لوگ اس کے سوا کارساز پکڑتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔

بعض لوگوں میں یہ سوچ بھی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سنتا نہیں ہے اور بزرگوں کی رد نہیں کرتا۔ اس سوچ نے بھی بُت پرستی کو رواج دیا ہے لیکن امام الانبیاء نے بعثت کے بعد تمام قسم کے باطل نظریات کو ختم کیا اور لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر خالص ایک اللہ کی عبادت کا راستہ دکھایا اور جزیرۃ العرب سے شرک کو نکال دیا۔

حوالہ جات

۱- البقرہ، ۱۶۳۔

۲- البقرہ، ۲۱۔

۳- الشعراء، ۸۱،قالوا نعبد اصناماً فنظل لها عٰکفین (انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لیے بیٹھے رہتے ہیں)۔

۴- النمل، ۲۴۔ وجدتها وقومها یسجدون للشمس من دون الله۔

۵- الجن، ۴، وانه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن۔

۶- الزخرف، ۱۹-۲۰۲، وجعلوا الملئکة الذین هم عبدالرحمن اناثا. اشهدوا خلقهم ستکتب شهادتهم

ویسئلون وقالوا لو شآء الرحمن ما عبدنهم۔
۷- العنکبوت، ۱۷-۱۸۔ انما تعبدون من دون اللہ اوثانا۔
۸- الجاثیہ، ۲۳، افرء یت من اتخذ الھہ ھوہ۔
۹- نوح، ۲۳۔
۱۰- اندلسی، ابو حیان محمد بن یوسف، تفسیر البحر المحیط، ۸/۳۳۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۷ء، زمخشری، تفسیر الکشاف، ۴/۴۶۷۔
۱۱- الحج، ۲۷۔
۱۲- بخاری، الجامع الصحیح، ۳۵۲۱؛ مسلم، الجامع الصحیح، ۲۸۵۶۔
۱۳- حموی، یاقوت بن عبداللہ (م۶۲۶ھ) معجم البلدان، ۸/۳۱۰، دار احیاء التراث بیروت ۲۰۰۸ء، ۱۴۲۹ء۔
۱۴- بخاری، الجامع الصحیح، ۴۹۲۰۔
۱۵- ضیاء عمری، اکرم، ڈاکٹر، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ۱/۷۹، مکتبہ العبکان، الریاض، ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶۔
۱۶- سیرۃ سید البشر، ص۸۱؛ المائدۃ: ۲۔
۱۷- سیرۃ سید البشر، ص ۸۱۔
۱۸- کیرانوی، وحید الزماں، القاموس الوحید، ص: ۹۴۶، ادارہ اسلامیات لاہور ۲۰۰۱ء۔
کیلانی، مترادفات القرآن، ص:۱۸۲۔
۱۹- ابراہیم: ۳۵۔
۲۰- کیلانی، مترادفات القرآن، ص:۱۸۲۔
۲۱- ابن منظور، لسان العرب، ۷/۴۲۴، دار احیاء التراث العربی بیروت؛ کیرانوی، القاموس الوحید، ص۱۸۱۱۔
۲۲- الحج: ۳۰۔
۲۳- ابن منظور، لسان العرب، ۷/۴۲۴۔
۲۴- کیلانی، مترادفات القرآن، ص:۱۸۲۔
۲۵- المائدہ: ۳۔
۲۶- ابن منظور، لسان العرب، ۱۴/۱۵۵۔
۲۷- الانبیاء، ۵۲۔
۲۸- کیرانوی، القاموس الوحید، ص۲۲۹۔
۲۹- کیلانی، مترادفات القرآن، ص:۱۸۳۔
۳۰- النساء: ۵۱۔
۳۱- کیلانی، مترادفات القرآن، ص:۱۸۳؛ کیرانوی، القاموس الوحید، ص۱۰۰۰۔
۳۲- البقرہ: ۲۵۶۔
۳۳- النساء: ۶۰۔
۳۴- ابن ہشام، سیرت النبی، ۱/۱۰۸؛ ضیاء عمری، السیرۃ النبویہ الصحیحہ، ۱/۷۹۔
۳۵- ابن کثیر، سیرۃ النبی، ۱/۷۰۔

۳۶- ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۱/۱۱۲۔
۳۷- ازہری، پیر کرم شاہ ، ضیاء النبی، ۱/۳۱۶۔
۳۸- النجم: ۱۹-۲۰۔
۳۹- ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، ۱/۳۱۴۔
۴۰- ابن کثیر، سیرۃ النبی، ۱/۷۱۔
۴۱- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرۃ الرسولؐ، ص: ۳۲۔
۴۲- ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، ۱/۱۱۴۔
۴۳- ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، ۸/۶۱۲، دار المعرفۃ بیروت۔
۴۴- بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث، ۴۸۵۹۔
۴۵- ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، ۱/۱۱۴۔
۴۶- ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۷۱۔
۴۷- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرۃ الرسولؐ، ص: ۳۱-۳۲۔
۴۸- بغدادی، محمود البغدادی، بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، ۲/۲۰۴، دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۹- طبری، محمد بن جریر، جامع البیان، ۳/۷۵، دار ابن حزم۔
۵۰- آلوسی، روح المعانی، ۲۷/۷۹۔
۵۱- النجم: ۱۹-۲۰۔
۴۲- ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، ۱/۱۱۲۔
۵۳- ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۷۱۔
۵۴- ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۷۱۔
۵۵- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرۃ الرسولؐ، ص: ۳۳۔
۵۶- بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث، ۱۷۱۶؛ مسند احمد، رقم الحدیث، ۲۶۳۷۔
۵۷- نوح: ۲۳۔
۵۸- محمود بغدادی، بلوغ الارب، ۲/۲۰۱-۲۰۳؛ ازہری ، ضیاء النبی، ۱/۳۱۸۔
۵۹- ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۶۹۔
۶۰- اندلسی، ابو حیان محمد بن یوسف، تفسیر البحر المحیط ، ۸/۳۳۵، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۷؛ زمخشری، تفسیر الکشاف، ۴/۴۶۷۔
۶۱- بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث،۴۹۲۰۔
۶۲- بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ۵/۲۸۴، دار الفکر بیروت ۲۰۰۳ء۔
۶۳- ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ۱/۱۱۲؛ محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرۃ الرسول، ص ۳۵۔
۶۴- الانعام: ۱۳۶۔
۶۵- ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ۱/۱۱۲؛ محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرۃ الرسول، ص ۳۵۔
۶۶- ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۷۰۔

۶۷- ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ۱/۱۱۵۔
۶۸- ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ۱/۱۱۵۔
۶۹- ازہری، ضیاء النبی، ۱/۳۲۶؛ محمد عبدالوہاب، مختصر سیرۃ الرسول، ص۳۴۔
۷۰- ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۷۰۔
۷۱- ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ۱/۱۱۷؛ ابن کثیر، سیرت النبی، ۱/۷۲۔
۷۲- ابن ہشام، ۱/۱۱۶؛ ابن کثیر، سیرت ، ۱/۷۲۔
۷۳- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرت، ص۳۴۔
۷۴- ازہری، ضیاء النبی، ۱/۳۲۶۔
۷۵- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرت، ص۲۴۔
۷۶- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرت، ص۳۴۔
۷۷- شوقی، ابوخلیل، اطلس القرآن، ص۲۷۶، دار السلام ریاض ۱۴۲۶ھ۔
۷۸- محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرت، ص۳۴۔
۷۹- شوقی، اطلس القرآن، ص۲۷۷۔
۸۰- شوقی، اطلس القرآن، ص۲۷۷۔
۸۱- حموی، یاقوت، معجم البلدان، ۷/۳۱۲؛ سعادت مصر۔
۸۲- حموی، یاقوت، معجم البلدان، ۴/۱۵۶۔
۸۳- اکبر شاہ، تاریخ اسلام، ۱/۵۲۔
۸۴- اکبر شاہ، تاریخ اسلام، ۱/۵۲۔
۸۵- بیضاوی، تفسیر بیضاوی، ۲/۲۹۹۔
۸۶- اکبر شاہ، نجیب آبادی، تاریخ اسلام، ۱/۵۳۔
۸۷- بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث ۴۲۸۷؛ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث ۱۷۸۱؛ ترمذی، رقم الحدیث ۳۱۳۸۔
احمد بن حنبل، مسند، ۱/۳۶۵؛ ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، ۸/۱۷، دار المعرفۃ بیروت۔
ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن کامل، ص۳۸۳، دار الاشاعت کراچی۔
۸۸- ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن کامل، ص۳۸۳۔
۸۹- الجاثیہ، آیت نمبر ۲۳۔
۹۰- الزمر، آیت نمبر ۳۔